بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

پاکستان کے نئے دستور میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیثیت خاتم النبیین بطور آخری نبی کے ایک حقیقت تسلیم کر لی گئی ہے۔ اس دستور کی تکمیل کے تین ہفتے بعد کشمیر کی وادیوں سے ایک دردبھری پرجوش آواز اٹھی اور ہماری فضائے بسیط پر پھیل گئی۔ پاکستان کی سرزمین اس آوازۂ حق سے گونج اٹھی باطل کے در و دیوار لرز اٹھے، کفر بھنّا گیا اور جھوٹی نبوت کے ظلمتکدوں کی تاریکی اور بڑھ گئی۔ یہ آزاد کشمیر اسمبلی کی ایمان میں ڈوبی ہوئی آواز تھی۔ یہ جرأتِ ایمانی اور غیرت ناموسِ رسالت کی ترجمانی کرنے والا فیصلہ تھا جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا اعلانِ حق کیا گیا تھا۔ اس خبر کے پھیلتے ہی اسلامیانِ پاکستان میں خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی ——— اس جرأت مندانہ اور مومنانہ فیصلہ پر آزاد کشمیر اسمبلی اور صدر آزاد کشمیر سردار عبدالقیوم خان کو بے پناہ خراجِ تحسین پیش کیا گیا کہ ایسا کرنا ایمان کا تقاضا تھا۔ مگر جن کے دل اس روشنی سے محروم تھے اور جن کا باطن ناموسِ رسالت پر مرمٹنے کے جذبات سے عاری ہو چکا اور جو آنکھوں کے نہیں مگر دلوں کے اندھے تھے۔ ان کے خرمنِ دجل و تلبیس پر یہ قرارداد ایک صاعقہ بن کر گری۔ ان کی سازشوں کا سلسلہ تیز سے تیز تر اور گہرا ہوتا چلا گیا ——— آزاد کشمیر کی حکومت اسی جرم کی پاداش میں معزول کی جا چکی ہوتی اگر ملتِ مسلمہ کا جذبۂ فدائیت اور ناموسِ رسالت پر مر مٹنے والے عوام اس طرح سینہ سپر ہو کے آڑے نہ آتے۔

جن لوگوں کو یہ فیصلہ ناگوار گذرا ہے، ان کی حقیقت سردار عبدالقیوم خان کے ان الفاظ سے معلوم کی جا سکتی ہے۔ جو انہوں نے مرکزی وزیر حافظ خان عبدالقیوم کے نام ایک تفصیلی مکتوب میں لکھے اور کہا کہ "دراصل بات میرے خلاف الزامات کی نہیں بلکہ آپ حضرات کو تکلیف اس امر کی ہے کہ میں یہاں آزاد کشمیر میں اسلامی قوانین کا نفاذ تیزی سے کیوں کر رہا ہوں۔ اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی توفیق کا مجھ سے مطالبہ ہو رہا ہے۔ قطعاً قادیانیوں کی بھی آپ کو اتنی پریشانی نہیں جتنی اسلامی نظام کے نفاذ کی ہے۔

بہرحال یہ مسئلہ صرف آزاد کشمیر کا نہیں صرف برصغیر کا نہیں نہ صرف عالمِ اسلام کا ہے، بلکہ روئے زمین پر بسنے والے ہر فرد کے ہر نام لیوا امتی اور دربارِ رسالت کی چوکھٹ سے نسبت رکھنے والے

ہر ادنیٰ سے ادنیٰ غلام کا ہے۔ "قادیانی مسلم نزاع" جتنا بھی وقتی طور پر دبا دیا جائے گا۔ اتنا ہی شدت سے یہ امت کے اساسی تصورِ ایمان اور تصورِ رسالت کی وجہ سے مسلمانوں کو دعوتِ فکر و عمل دیتا رہے گا۔ اسلام کے قطعی معتقدات قرآن و سنت کی متواتر تعلیمات، نبی کریم سے عشق و محبت، رسولِ عربی سے نسبتِ غلامی اسلاف کے اجماعی فیصلے اور ملی اتحاد و یکجہتی کی حفاظت اور اس طرح کے ہزاروں ملی دینی سیاسی اور معاشرتی تقاضے ہمیں مجبور کریں گے کہ ہم ایک بار اللہ کی اس "نبوت کاذبہ" کے سارے نشانات ایک ایک کر کے مٹا دیں۔ اسلامی لبادہ اوڑھ کر دنیا میں پھیلنے والے اس دجالی کفر کو جب تک پوری طرح ٹھکانے نہ لگایا گیا قادیانیت پوری امت کیلئے ایک چیلنج بنی رہے گی، اور محمد عربی ﷺ کی پوری امت اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کے سامنے سرخرو نہیں ہو سکے گی۔ قرآن ہمیں ایسے معاملات میں ۔۔۔ وقاتلوھم حتی لایکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ ۔۔۔ جو لوگ اس بارہ میں رواداری اور وسیع النظری کا مطالبہ کرتے ہیں جو ایسی باتوں کو تنگ نظری اور فرقہ واریت سمجھتے ہیں وہ ایمان کی حقیقت سے کوسوں دور ہیں اور ہزار بار دعوئے ایمان و اسلام کے باوجود خدا کی نگاہ میں ان کی وقعت سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل وحشی کے پیشاب کے قطرے کے برابر بھی نہیں جس نے نبی کریم ﷺ کی دلآزاری کا کفارہ اس زمانہ کے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کو تہ تیغ کرنے کی شکل میں دیا۔ اور جب تک اس ملعون کو جہنم رسید نہ کیا اس وقت تک خدا کی رحمت و مغفرت کے امیدوار نہ بن سکے

۔۔۔ تعجب ہے کہ بعض لوگ قادیانیوں کے بارہ میں مسلمانوں سے مطالبۂ اقلیت پر بھی چیں بجبیں ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ یہاں مسئلہ کفر و اسلام کا نہیں اسلام اور ارتداد کا تھا۔ ورنہ پوری اسلامی تاریخ میں ایسے لوگوں کی سزا قتل سے کم ہرگز نہ تھی اتنے مسلمانوں کی رواداری کہئے یا مجبوریاں کہ وہ قادیانیوں کے بارہ میں انہیں "اقلیت قرار دینے" کا کم تر درجہ مطالبہ کرتے ہیں

تو آئیے! ہم اس اقلیت کے مطالبہ کا ایک سرسری جائزہ لیں ۔۔۔ جہاں تک [illegible] اقلیت [illegible] مسئلہ ہے قادیانیوں کی حیثیت ایک الگ اور متوازی امت ہونے کے [illegible] بلکہ خود مرزائیت اپنی تمام تر تعلیمات و اعمال میں [illegible] ایک متوازی امت [illegible] ہے بلکہ اپنے پیروں کو عبادات، معاملات، معاشرت، دین و دنیا ہر شعبہ زندگی میں اس علیحدہ [illegible] تشخص کی تلقین و تاکید کرتی آ رہی ہے۔ اور اس دائرہ سے باہر تمام غیر مرزائی مسلمانوں کو ایک علیحدہ امت اور الگ گروہ کہنے اور سمجھنے کے ہزاروں شواہد ہمارے پاس موجود ہیں۔ مرزا غلام احمد نے کہا ہے کہ "ہر وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہ کیا، وہ مسلمان نہیں ہے ۔۔۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۶ ص ۱۳۵) اور کہا کہ میری بیعت میں توقف کرنے والا بھی کافر ہے۔ (قادیانی قول و فعل الیاس برنی ص ۱۶) ان کے خلیفہ نے ایک قدم آگے بڑھ کر یہاں تک اعلان کیا کہ —— مرزا کی دعوت قبول نہ کرنے والے خواہ انہوں نے مرزا کا نام تک بھی نہ سنا ہو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں (ص ۱۷) ان کا انکار موجب غضب الٰہی اور کفر ہے۔ (ص ۱۸) ایسے لوگ خدا و رسول کے نافرمان اور جہنمی ہیں (ص ۱۶) اپنے نہ ماننے والوں کو مرزا کیسے "پاکیزہ" القاب سے نواز کر کہتا ہے: کل مومن یقبلنی الا ذریۃ البغایا —— میرے مخالف جنگلوں کے سؤر ہو گئے ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں (نجم الہدیٰ ص ۵۳) ہماری فتح کا قائل نہ ہونے والا ولد الحرام ہے حلال زادہ نہیں ——

مرزا کے خلیفہ اور فرزند محمود احمد نے قادیانیت کے نمائندہ کی حیثیت سے گورداسپور کی عدالت میں کہا: کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے (اس لئے) غیر احمدی کافر ہیں۔ (الفضل ۲۶ جون ۱۹۲۲ء) قادیانیت کے عالمی ترجمان ظفر اللہ خان کا قائد اعظم کے نماز جنازہ سے انکار کس کو معلوم نہیں۔ اور جب پوچھا گیا تو ظفر اللہ نے کہا کہ مجھے کافر حکومت کا مسلمان ملازم سمجھئے یا مسلمان حکومت کا کافر ملازم —— قائد اعظم سے بہت پہلے اسی ظفر اللہ نے اپنے ایک اور محسن سر فضل حسین کے جنازہ سے بھی یہی سلوک کیا اور دور ہندو سکھوں کے ساتھ الگ کھڑے رہے۔ (قادیانی قول و فعل ص ۲۳) یہی نہیں بلکہ جب بھی مرزائیوں کے موقف کی ترجمانی کی ضرورت ہوئی، ظفر اللہ نے عدالت میں بھی اس موقف کی تائید کی کہ وہ غیر احمدیوں کو کافر کہتے ہیں۔ (ص ۱۹)

ابھی پچھلے سال ایم ایم احمد نے اپنے اوپر قاتلانہ حملہ کے مقدمہ میں مرزائیوں کے اسی موقف کو بڑی ڈھٹائی سے دہرایا اور جنازہ کے مسئلہ میں ظفر اللہ کے موقف کی بھی تصویب کی —— مسلمانوں کے بارہ میں مرزائیوں کا یہ موقف اتنا کھلا اور واضح ہے کہ ۱۹۵۳ء کی منیر انکوائری نے بھی ہزار بددیانتی اور جانبدارانہ رویہ کے باوجود اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ —— ہم نے اس بارہ میں احمدیوں کے بیشمار اعلانات دیکھے ہیں اور ہمارے لئے ان کی کوئی تعبیر سوائے اس کے ممکن نہیں کہ مرزا کے نہ ماننے والے ان کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہیں (رپورٹ ص ۲۱۲)

یہ تو مسلمانوں کے بارہ میں ان کا اصولی موقف ہوا کہ وہ اپنے کو مسلمانوں سے ایک الگ اور جداگانہ امت سمجھنے لگے آگے اس اصولی موقف کو قائم رکھنے کیلئے دین و دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جس میں مرزائیوں نے مسلمانوں سے الگ تشخص قائم رکھنے کی تلقین نہ کی ہو۔ کہا گیا کہ مسلمانوں کے لئے

دعائے مغفرت ممنوع ہے اس لئے کہ کفار کو دعائے مغفرت جائز نہیں (قادیانی قول وفعل ص۲۲) غیر احمدی کا جنازہ ہرگز جائز نہیں (ص۲۳) ایسے لوگوں کے معصوم بچوں کا جنازہ بھی جائز نہیں (ص۲۹) مرزا نے اپنے ایک بیٹے کا محض اس لئے جنازہ نہ پڑھا کہ وہ غیر احمدی (مسلمان) تھا (ص۲۳) کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنا تو کیا کسی احمدی نے ایسا کیا تو اس کا جنازہ بھی جائز نہیں (ص۲۴)

یہ تو عبادات کا حکم تھا، معاشرتی معاملات کو دیکھئے، مرزا کا قطعی حکم ہے کہ کوئی احمدی، غیر احمدی کو لڑکی نہ دے (ص۲۶) البتہ ان کی لڑکیوں کو بیاہ سکتا ہے جس طرح یہودی اور عیسائی لڑکی کو (ص۲۷) خود خلیفہ مرزا کے الفاظ میں ــــ دینی تعلیمات نماز وغیرہ دنیوی تعلقات رشتہ ناطہ وغیرہ کے بعد اب رہ کیا گیا ہے کہ ہمارے لئے ان کے ساتھ قائم رکھنا جائز ہو۔ سلام کہنا بھی جائز نہیں۔ (ص۲۰ بحوالہ کلمۃ الفصل) مرزا صاحب عمر بھر غیر احمدیوں کی کسی انجمن کے ممبر ہوئے نہ ان کو اپنا ممبر بنایا نہ ان کو چندہ دیا۔ (ص۳۰) مرزائیوں سے اختلاف کو فروعی اور جزئی قرار دینے والے بے حمیت "مسلمانوں" کے منہ پر خود مرزائیوں نے اپنا غلیظ تھپڑ اس طرح مارا ہے کہ وہ برملا کہتے ہیں: "یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔ اللہ کی ذات، رسول کریم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔" (خطبہ مرزا بشیر الدین الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء) مرزائی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں مگر مرزا نے خود اس دعویٰ کی قلعی اس طرح کھول دی ہے کہ ان (مسلمانوں) کا اسلام اور ہے اور ہمارا اور ہے۔ (ایضاً ۲۱ دسمبر ۱۹۱۴ء)

مسلمانوں سے دین اور معاشرت ہر لحاظ سے علیحدگی کی تلقین کے بعد اپنی جداگانہ تشخص کن کن طریقوں سے بحیثیت ایک الگ امت کے قائم کی گئی اس کی تفصیل دیکھئے۔

۱۔ اپنے پیروؤں کو "میری امت" سے تعبیر کیا گیا۔ ۲۔ رفقاء کو صحابہ کرام کا نام دیا۔ ۳۔ بیویوں کو امہات المومنین اور سیدۃ النساء کی اصطلاح سے نوازا۔ ۴۔ مرزا کے مدفن کو گنبد خضراء کے مماثل ٹھہرایا۔ ۵۔ قادیان کو مکہ اور مدینہ کے برابر ٹھہرایا۔ ۶۔ قادیان کے سفر کو ظلی حج کا لقب دیا۔ ۷۔ سنہ ہجری کے علاوہ نئی تقویم کی بنیاد ڈالی۔ الغرض کسی دین اور امت کے تمام لوازمات اور مناسبات کو ایک ایک کرکے اختیار کرنے کی سعی کی گئی، اپنے مقابل امت محمدیہ کو سیاسی سطح پر جس طرح برصغیر اور بیرونی دنیا میں مٹانے کی کوششیں کی گئیں اور کی جا رہی ہیں وہ آج کی فرصت کا موضوع نہیں۔ کبھی آئندہ اس پر مفصل گفتگو ہوگی ان شاء اللہ۔ اس سب کچھ کے ہوتے ہوئے جب بھی مسلمانوں کی طرف سے آواز اٹھی کہ انہیں اقلیت قرار دیا جائے تو سارے مسلمانوں کو کافر اور جہنمی کہنے والوں کی رگ "اسلامیت" پھڑک اٹھتی ہے اور

واویلا مچ جاتا ہے کہ اس طرح وہ اسلامی لبادہ میں مار آستین بن کر مسلمانوں کے اندر رہتے ہوئے سیاسی، اقتصادی، معاشرتی اور سماجی مفادات سے محروم ہو جائیں گے اور بدقسمتی سے اس انگریز کی پیدا کردہ "امت" کو انگریز ہی کی دیسی ذریت کی شکل میں سرپرست بھی مل جاتے ہیں۔

★

اب تک مرزائیوں نے جو نیا سلسلہ شروع کیا ہے وہ اپنے ایمان اور اسلام اور مسلمان ہونے کا پروپیگنڈہ ہے۔ گھر گھر ایسے پمفلٹ اور رسائل پہنچائے جا رہے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں۔ غیر احمدیوں کو مسلمان سمجھتے ہیں حضور کو خاتم النبیین جانتے ہیں، کلمہ گو ہیں، نماز روزہ حج زکوٰۃ کے قائل ہیں اس طرح بہت سی باتوں کے ذریعہ سادہ لوح مسلمانوں کو فریب دہی کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہاں ہم ایسے دعووں کا بھی سرسری جائزہ ضروری سمجھتے ہیں۔

۱۔ وہ حضور کو ہزار بار خاتم النبیین کہیں مگر اس سے ان کی مراد امت کا متفقہ مفہوم آخری نبی ہونا ہرگز نہیں ہوتا بلکہ الیسا نبی جس کی مہر (خاتم) امت کو نبی بنادے مرزا محمود احمد دوسرے خلیفہ نے عدالت میں بیان دیا کہ لغت میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کسی جگہ نہیں لکھے (عدالت گورداسپور میں بیان شائع کردہ انجمن احمدیہ لاہور ص ۲۱)

۲۔ مرزا کی اکثر ایسی عبارتیں ان کتابچوں میں پیش کی جا رہی ہیں جو اس کے دعوائے نبوت ۱۹۰۱ء سے قبل لکھی گئی ہیں جبکہ اس زمانہ میں خود مرزا نبوت کے دعویداروں کو کاذب، کافر، بدبخت، دشمن قرآن مانتے۔ شرم اور کیا کیا کچھ قرار دیتے تھے (ملاحظہ ہو آسمانی فیصلہ ص ۲۵ تبلیغ رسالت جلد ۲ ص ۲، ص ۲۲ وغیرہ) مگر جب "نبوت" کا دورہ پڑ گیا تو نہ صرف نبی بلکہ حقیقی نبی (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۷۴) رسول (دافع البلاء ص ۱۱) مہدی اور محمد (الفضل ۲۶ جنوری ۱۹۱۶ء) تمام انبیاء سے افضل (در ثمین) بن گئے۔

۳۔ مرزائی اپنے آپ کو کلمہ گو کہتے ہیں کہ ہمارا کلمہ شہادت ایک ہی ہے۔ اس کی حقیقت بھی سنئے مرزائیوں کے نزدیک اس کلمہ سے مرزا کی نبوت کی تصدیق اور مرزا کی ذات ہوتی ہے وہ اگر کلمہ گو ہیں تو مرزا ہی کے نہ کہ محمد عربی علیہ السلام کے۔ اس لئے کہ مرزا کہتا ہے کہ "محمد الرسول اللہ سے مراد میں ہوں اور محمد الرسول اللہ خدا نے مجھے کہا ہے۔ (الفضل ۱۵ر جولائی ۱۹۱۵ء) احمد سے مراد مرزا ہیں۔ (الفضل ۱۹ر اگست ۱۹۱۸ء) قرآن میں آپ ہی کی بشارت کا ذکر ہے ——— اب (خاکم بدہن) محمد الرسول اللہ کو بھی مرزا کے اتباع کے بغیر چارہ نہ تھا۔ (پیغام صلح جلد ۲۲ ص ۳۴) اس وحی اللہ میں میرا نام

محمد رکھا گیا ہے۔ اور رسول بھی (تبلیغ رسالت جلد ۲ ص ۱۴) اس لئے مرزائیوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ ..... ہمیں نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود رسول کریم سے الگ کوئی چیز نہیں وہ (مرزا) خود محمد الرسول اللہ ہے۔ اس لئے ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت نہیں اگر محمد الرسول اللہ کی جگہ اور آتا تو ضرورت ہوتی (کلمۃ الفصل رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۱۴ ص ۱۵۸)

۴۔ وہ اپنی موجودہ تحریرات میں مسلمانوں کو مسلمان کہتے ہیں جبکہ مذکورہ بالا حوالوں سے آپ کو اس کے خلاف معلوم ہو چکا تو لیجئے اس تقیہ اور دجل و تلبیس کی حقیقت بھی خود مرزائیوں سے سنئے مرزا بشیرالدین محمود نے خود یہ الجھن دور کر دی ہے کہ ہم اگر کہیں غیر احمدیوں کو مسلمان سے موسوم کرتے ہیں تو محض اس لئے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں اس لفظ کے بغیر پتہ نہیں چل سکتا مگر خدا کے نزدیک مسلمان نہیں انہیں نئے سرے سے مسلمان کرنا ہوگا۔ (مرزا بشیر احمد ص ۔)

۵۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں مگر مرزا کی اصطلاح میں "ان کا (مسلمانوں) کا اسلام اور ہے اور ہمارا اور"

۶۔ اگر ایک شخص ہزار بار کلمہ گو کہلائے کلمہ شہادت کو شبانہ روز ورد بنا دے مگر دین کے کسی قطعی عقیدہ یا ضروریات دین میں سے کسی ایک بات کا منکر ہو تو تمام امت کے نزدیک بالاجماع کافر ہو جاتا ہے۔ یہی طرز عمل خود مرزا محمود احمد نے غیر احمدی یعنی مسلمانوں کے بارہ میں اختیار کیا ان سے پوچھا گیا کہ کیا یہ لوگ کلمہ گو نہیں کہ آپ انہیں کافر کہتے ہیں مرزا نے جواب دیا بیشک وہ کلمہ گو ہیں۔ مگر مسلم کے لئے توحید تمام انبیاء ملائکہ کتب سماوی پر ایمان لانا ضروری ہے اور جو ان میں سے ایک کا منکر ہو جائے تو کافر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح غیر احمدی مرزا کی نبوت سے منکر ہو کر کفار میں شامل ہو گئے ... (الفضل جلد ۲ جون ۱۹۲۲ء) خود مرزا نے ایک دفعہ کھل کر جواب دیا کہ صوم و صلوٰۃ کا پابند شخص بھی اگر کسی ایک حکم کو نہ مانے تو کافر ہو جاتا ہے۔ اگر زنا یا چوری کو جائز کہہ دے تو کافر ہو جاتا ہے۔ (البدر ۲۶ جون ۱۹۱۳ء)

پس ٹھیک یہی موقف مسلمانوں کا مرزائیوں کے بارہ میں ہے۔ اگر کوئی شخص اسلام قرآن حدیث ارکان اسلام شعائر اسلام نبی کریمؐ کی مدح و توصیف سے دفتر کے دفتر بھر دے مگر وہ حضور خاتم النبیینؐ کے بعد کسی بھی شخص کو کسی قسم کا نبی تسلیم کرتا ہے۔ بلکہ اسے کافر اور ملعون نہیں سمجھتا تو وہ اسلام کے قطعی فیصلہ کی رو سے کافر اور بدتر ہوگا۔ اس لئے کہ امتیں انبیاء سے بنتی ہیں۔ عیسائی حضرت موسیٰؑ کی نبوت تورات اور تمام احکام کو تسلیم کرتے ہوئے یہودیوں کے نزدیک اس لئے نئی امت ٹھہرے کہ حضرت عیسیٰؑ کی نبوت تسلیم کر لی۔ مسلمان حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ ان کی کتابوں ان کے دین اور ان کی سچی تعلیمات

کی ہزار دل و جان سے تصدیق کرتے ہیں۔ مگر وہ عیسائی اور یہودی نہیں بلکہ محمدی اس لئے کہلاتے ہیں کہ وہ حضور کی نبوت پر ایمان لائے جنہوں نے تسلیم نہ کیا وہ عیسائی اور یہودی رہے اسطرح مرزائی حضور نبی کریمؐ اور اسلام کی تمام تعلیمات کو تسلیم کرتے ہوئے بھی مرزا غلام احمد سے ادنیٰ رابطہ اور تعلق قائم رکھنے پر بھی اسلامی اور محمدی امت ہی سے خود بخود نکل جاتے ہیں۔

پس آج اگر یہ مطالبہ ہوتا ہے کہ انہیں مسلمانوں سے ایک الگ اور جداگانہ اقلیت قرار دیدیا جائے تو یہ دونوں جماعتوں (مسلمانوں اور مرزائیوں) کے معتقدات کا لازمی نتیجہ ہے۔ مگر مرزائی مسلمانوں کے اندر رہ کر سیاسی، معاشی اور معاشرتی مفادات کی خاطر نفاق کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں کہ اس طرح دبیز پردے میں وہ ملت مسلمہ کے اتحاد پر ضرب، کاری بھی لگا سکیں گے۔ اور مفادات بھی حاصل ہوتے رہیں گے۔

مگر حالات جو بھی ہوں پورے پاکستان اور پورے عالم اسلام کے فدایان محمد عربی اور پوری امت اسلامی کا یہی مطالبہ رہے گا، جسے آج سے کافی عرصہ قبل مفکر اسلام علامہ اقبالؒ نے انگریزی حکومت کو خطاب کرتے ہوئے ان الفاظ میں پیش کیا تھا کہ:

"ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں۔ تو پھر سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل ہونے کیلئے کیوں مضطرب ہیں۔؟ ملت اسلامیہ کو اس مطالبے کا پورا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا۔ کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔ کیونکہ ابھی قادیانی اس قابل نہیں کہ چوتھی جماعت کی حیثیت سے برائے نام اکثریت کو ضرب پہنچا سکیں ——"

(اسٹیٹسمین کے نام خط ۱۰ / جون ۱۹۳۵ء)

علامہ اقبالؒ نے حکومت وقت کے طرز عمل کو جھنجوڑتے ہوئے مزید فرمایا:

"اگر حکومت کے لئے یہ گروہ مفید ہے۔ تو وہ اس کی خدمات کا صلہ دینے کی پوری طرح مجاز ہے لیکن اس ملت کے لئے اسے نظر انداز کرنا مشکل ہے جس کا اجتماعی وجود اس کے باعث خطرہ میں ہے۔" —— الغرض آج بھی مسلمانوں کا یہی مطالبہ ہے کہ مرزا قادیان کے جملہ تبعین کو سندھ سکھ عیسائیوں کی طرح غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ انہیں تمام کلیدی مناصب سے ہٹا دیا جائے انکی تبلیغی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے اور حضورؐ کے بعد کسی نوع کا دعوائے نبوت اور کسی ایسے مدعی کی تصدیق و تائید کی سزا مرتد کی سزا سے ہرگز کم نہ ہو

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

سمیع الحق